

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ وَعَلِیْ اٰلِهٖ وَاصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

سورة الكافرون کی مختصر تفسیر

ترجمہ سورة الكافرون: تم کہہ دو کہ: ”اے حق کا انکار کرنے والو! میں اُن چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور تم اُس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں (آئندہ) اُس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی عبادت تم کرتے ہو۔ اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔“

شان نزول: یہ سورت اُس وقت نازل ہوئی تھی جب مکہ مکرمہ کے کچھ سرداروں نے، جن میں ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ شامل تھے، حضور اکرم ﷺ کے سامنے صلح کی یہ تجویز پیش کی کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کر لیا کریں تو دوسرے سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کر لیں گے۔ کچھ اور لوگوں نے اسی قسم کی کچھ اور تجویزیں بھی پیش کیں، جن کا خلاصہ یہی تھا کہ حضور اکرم ﷺ کسی نہ کسی طرح ان کافروں کے طریقے پر عبادت کے لئے آمادہ ہو جائیں تو آپس میں صلح ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں دو ٹوک الفاظ میں واضح فرمادیا کہ کفر اور ایمان کے درمیان اس قسم کی کوئی مصالحت قابل قبول نہیں ہے جس سے حق اور باطل کا امتیاز ختم ہو جائے، اور دین برحق میں کفر یا شرک کی ملاوٹ کر دی جائے۔ ہاں اگر تم حق کو قبول نہیں کرتے تو تم اپنے دین پر عمل کرو جس کے نتائج خود بھگتو گے، اور میں اپنے دین پر عمل کروں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں سے کوئی ایسی مصالحت جائز نہیں ہے جس میں اُن کے دین کے شعائر کو اختیار کرنا پڑے۔ البتہ اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے امن کا معاہدہ ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی سنتوں میں پڑھنے کے لئے دوسورتیں بہتر ہیں: سورة الكافرون اور سورة الاخلاص۔ صحابہ کرام سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مغرب کی سنتوں میں یہ دوسورتیں (سورة الكافرون اور سورة الاخلاص) عموماً پڑھا کرتے تھے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ طواف کے بعد دو رکعات میں یہ دوسورتیں (سورة الكافرون اور سورة الاخلاص) پڑھنا بہتر ہے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کو سورة الكافرون بھی سونے سے قبل پڑھنے کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ غرضیکہ دیگر اذکار کے ساتھ سونے سے قبل ہمیں چاروں قل پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اس سورة میں چند کلمات مکرر آئے ہیں، دو کلمہ ایک مرتبہ زمانہ حال کے لئے اور دوسری مرتبہ زمانہ مستقبل کے متعلق آئے ہیں۔ یعنی نہ تو بالفعل ایسا ہو رہا ہے کہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت کروں اور تم میرے معبودوں کی عبادت کرو۔ اور نہ آئندہ ایسا ہو سکتا ہے کہ میں اپنی توحید پر اور تم اپنے شرک پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کے معبود کی عبادت کریں۔

اسلام سے زیادہ کوئی مذہب رواداری اور حسن سلوک کا داعی نہیں ہے۔ اسلام نے ہمیشہ غیر مسلموں کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے کسی بھی غیر مسلم کو مذہب اسلام قبول کرنے پر کوئی زبردستی نہیں کی، بلکہ صرف اور صرف ترغیب اور تعلیم پر انحصار کیا۔ فرمان الہی ہے: دین میں کسی پر جبر نہیں۔ (سورة البقرة: ۲۵۶) اسی طرح فرمان الہی ہے: آپ کہہ دیجیے کہ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے اب جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے۔ (سورة الکہف: ۲۹)

مدینہ منورہ ہجرت کے بعد یہودیوں کے ساتھ آپ کا معاہدہ صلح مشہور و معروف ہے۔ اسلام نے رواداری کی اعلیٰ مثال پیش کر کے کفار مکہ کے ساتھ صلح حدیبیہ بھی کی۔ مگر اللہ کا انکار کرنے والوں کے ساتھ صلح میں اسلام کے بنیادی ارکان پر کوئی مصالحت نہیں ہو سکتی، یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم بتوں کی عبادت شروع کر دیں یا اللہ کے ساتھ کسی کو عبادت میں شریک ٹھہرائیں یا محمد ﷺ کو اپنا آخری نبی تسلیم نہ کریں یا مساجد میں نماز کی ادائیگی نہ کریں یا اذان دینا بند کر دیں، تو ان امور میں کوئی مصالحت نہیں کی جاسکتی ہے۔

اس سورة میں ہمارے لئے سبق:

اللہ ہی صرف عبادت کے لائق ہے۔ اللہ کے ساتھ کسی دوسری ذات کو عبادت میں شریک کرنا جرم عظیم ہے، جس کی کل قیامت کے دن معافی نہیں ہے۔

دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ قرآن وحدیث کے فیصلہ کے خلاف کوئی مصالحت نہیں ہو سکتی ہے۔

صرف اس نوعیت کی صلح ہو سکتی ہے کہ غیر اسلامی ممالک میں دیگر قومیں اپنے مذہب کے اعتبار سے زندگی گزاریں اور ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں زندگی گزاریں۔ البتہ حکمت و مصلحت کے ساتھ اپنے قول و عمل سے ان کو دین اسلام کی دعوت دیتے رہیں۔